جبریل و ابلیس

اردو کے پچھلے سو سال کا ہم جائزہ لیں تو ہماری نظر اردو کے عظیم مفکر اور شاعر اقبال پر ٹھہرتی ہے جو عہد موجودہ عہد میں ہم سے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ انکی شاعری نہ صرف اردو ادب میں ایک قابل قدر اضافہ ہے بلکہ اس میں اتنی ہمہ گیری اور وسعت ہے کہ آفاقی اور کائناتی حدوں سے ہم کنار ہو کر ہمارے پورے دور پر محیط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال کی شاعری عہد بہ عہد ہمارے ساتھ چلتی ہے۔ انکا کلام صرف اردو اور فارسی تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ وہ مشرق سے لیکر مغرب کی سرحدوں تک گونج رہے ہیں۔

بال جبریل اقبال کی فنی اور فکری خوبیوں کا نقطہ عروج ہے اور یہاں فنی و فکری خوبیاں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ہم آہنگ نظر آتی ہیں کہ اقبال کو

شاعر کی حیثیت سے زیادہ بلند ہیں یا مفکر کی حیثیت سے دیکھئے تو اقبال کے پورے کلام میں فکر و فن کی بے پناہ تہیں پوشیدہ ہیں جن کا اندازہ لگانا بار بار مطالعہ کرنے سے ہی ممکن ہے لیکن اس مجموعے کلام کو اقبال کے دیگر اردو مجموعوں پر فوقیت حاصل ہے۔

"جبریل و ابلیس" شاعر مشرق علامہ اقبالؒ ایک فکر انگیز نظم ہے۔ مجموعی طور پر یہ نظم ڈرامائی عناصر سے آراستہ ہے۔ زیر نظر نظم کئی ابواب پر مشتمل ہے۔ اس نظم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ بالکل ڈرامائی انداز میں کہی گئی ہے اور مکالماتی طور پر شاعر نے اپنے جذبات و خیالات کا اظہار کیا ہے

ابلیس کی حیثیت تاریخی ہے اور دنیا کے تمام اہل کتاب حضرات کے یہاں اس کا تصور موجود ہے۔ اس کی شخصیت ظاہر ہے کہ شر کی مظہر ہے اور وہ دنیا میں بری قوتوں کا نمائندہ اور سردار ہے۔ اس کے باوجود اقبال کو اس کی ذات میں کچھ

خوبیاں نظر آتی ہیں۔ جن میں نمایاں ترین خوبی عرفان کی ہے پیش نظر
نظم میں اقبال نے اسی کی بہ خوبصورت واضح کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے

دراصل اقبال بنیادی طور پر بے عملی اور سست روی
کے خلاف ہیں وہ ایسی زندگی کو موت سمجھتے ہیں جس میں حرکت و اضطراب
نہ ہو۔ عالم ملکوت کو انہوں نے اس عالم بے رنگ و بو اس لئے کہا ہے کہ وہاں
زندگی ایک بندھے ٹکے قاعدے کے مطابق ایک خاص رفتار سے چلتی ہے۔

شیطان اور دوسرے فرشتوں کی کہانی میں
اقبال ابلیس کو ہیرو کا درجہ دیتے ہیں۔ شیطان اور فرشتوں کی
کہانی ملٹن کے "فردوس گمشدہ" اور گوئٹے کے "فاؤسٹ" میں بھی
دیکھی جا سکتی ہے لیکن وہاں وہ بات نہیں جو اقبال کے جبریل و ابلیس
میں پائی جاتی ہے۔ گوئٹے کا انداز نظر بالکل فلسفیانہ ہے۔

اقبال کو ابلیس کا کردار اس لئے پسند ہے کہ وہ
حرکت و عمل میں ڈوبا ہوا کردار ہے۔ نظم بہت خوبصورتی سے مکالماتی
انداز میں شروع ہوتی ہے۔ جبریل بڑی حسرت سے اپنے دیرینہ

دوست سے جہانِ رنگ و بو کا حال دریافت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آسمان پر ہر لمحہ تمہارا ذکر رہتا ہے۔ کیا تمہارا داخلہ جنت میں ممکن نہیں؟ جبریل کو بے حد افسوس ہے کہ شیطان کی ایک غلطی سے تمام فرشتوں کی آبرو مٹی میں مل گئی۔ ابلیس جواب دیتا ہے کہ تو اس راز سے واقف نہیں ہے کہ ٹوٹا ہوا سبو ہی میری سرمستی کا ذریعہ ہے۔ آسمان کی خاموش دنیا میں میرا گذر ممکن نہیں۔ جہاں حرکت و عمل کا نام نہیں اسلئے یہی دنیا میرے لئے ٹھیک ہے۔ میری فتنہ سامانی نے ہی عقل و خرد کے تار و پود بنائے ہیں۔ ہم نے ہی انسانوں میں ذوقِ نمو جگایا ہے۔

ابلیس جبریل کو کہتا ہے کہ کبھی تنہائی میں اللہ سے پوچھنا کہ آدم کی کہانی کو کس کا لہو رنگین کیا ہے۔ فرشتوں کی ٹیم خضر سے لیکر خود الیاس تک سبھی ساحل پر کھڑے ہو کر تماشا دیکھ رہے ہیں اور خدا کی حمد و ثنا ہی میں مشغول ہیں۔ لیکن میں ہمیشہ دلِ یزداں میں کانٹوں کی طرح کھٹکتا رہتا ہوں۔

اس طرح اس نظم میں ہم دیکھتے ہیں کہ اقبال

کو ابلیس کا کردار ضرور عزیز ہے۔ اور وہ اس لئے ہے کہ ابلیس

کا کردار حرکت و عمل کا زندہ مثال ہے۔ اور حرکت و عمل میں اپنے کا پیغام

دیتا ہے۔ اسی حرکت و عمل کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے اقبال ڈرامائی

انداز میں ہمارے سامنے یہ کردار پیش کرتے ہیں یہی وہ بنیادی چیز ہے جس

کے لئے انہوں نے جبریل و ابلیس کی کردار نگاری کی تشکیل کی ہے اور

ابلیس کو جبریل پر فوقیت دی ہے۔ اس ضمن میں عبداللہ لکھتے ہیں۔

" اقبال نے اس نظم میں جبریل و ابلیس کے کردار کو

بہت خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ لیکن جہاں تک

بے لاگ کردار نگاری کا سوال ہے اس لحاظ سے ابلیس

کا پلڑا بھاری ہے وہ اس لئے کہ وہ حرکت و عمل اور

توانائی میں ڈوبا ہوا کردار ہے۔

اور اسی لئے اقبال کو یہ کردار پسند ہے اور اس کے ذریعے حرکت و عمل کا

پیغام بڑے ہی خوبصورت انداز میں دیا ہے۔